شذرات

مولانا دین محمد صاحب وفائی کی تعلیم و تربیت

پاکستان سے بہت پہلے مسلمانوں میں عقائد کے لحاظ سے امروٹی اور ہمایونی علماء کہلاتے تھے۔ ۱۳۰۸ھ میں تحصیل گڑھی یاسین کے قصبہ امروٹ میں حضرت امروٹی صاحب کے مرشد حافظ محمد صدیق بھرچونڈی کی وفات کے بعد ایک عربی مدرسہ قائم ہوا جس کے مدرس اول مولانا عبیداللہ صاحب سندھی تھے۔ اس سے پہلے شمالی سندھ میں ہمایونی اور شہدادکوٹ کے دینی مدارس تھے اور ان مدارس سے مدرسہ ہوتے تھے۔ مولانا عبیداللہ صاحب سندھی نے مجھ سے خود فرمایا کہ شہدادکوٹ کا عربی مدرسہ اتنا مشہور تھا کہ اس کے قریب مدارس میں کوئی اور مدرسہ نہ ہوتا تھا۔ مولانا امروٹی صاحب خود بھی ہمایوں کے بزرگ محمد یعقوب صاحب کے شاگردوں کے شاگرد تھے مولانا تاج محمود صاحب امروٹی نے ظاہری علم تو ہمایونی اور شہدادکوٹی علماء سے حاصل کیا تھا لیکن باطنی فیض بھرچونڈی کے حافظ محمد صدیق صاحب سے حاصل کیا تھا۔ اور حافظ بھرچونڈی والے حضرت پیر محمد راشد صاحب کے شاگرد سید محمد حسن سوئی والے کے خلیفہ تھے۔ اسی طرح حضرت امروٹی مولانا تاج محمود صاحب امروٹی نے ۱۳۰۸ھ جب مولانا عبیداللہ سندھی دیوبندی کو امروٹ میں مدرس رکھا۔ اسی زمانہ میں شہدادکوٹ کے مدرسہ کا یہ اثر تھا کہ سندھ سے بہت کم شاگرد امروٹ میں آتے تھے اور اکثر بہاولپور سے شاگرد سندھ میں لائے جاتے تھے یہ بات مولانا عبیداللہ صاحب نے مجھے خود بتائی۔

شمالی سندھ میں تین مدرسے ہمایونی اور شہدادکوٹی ایسے تھے کہ جن کے مدارس اسی علاقہ میں مشہور تھے ایک قصبہ گڑھی یاسین میں مولانا محمد قاسم صاحب کا گڑھی یاسین میں بہت بڑا مدرسہ تھا۔ مولانا محمد قاسم صاحب ابتدائی اپنے والد مولانا محمد ہاشم شاگرد مدرسہ شہدادکوٹ سے حاصل کی تھی اور بعد میں آخر تک ہمایونی کے مدرسہ میں مولانا مفتی عبدالغفور سے حاصل کی تھی اور ان کا گڑھی یاسین میں مدرسہ تھا۔ مولانا دین محمد صاحب وفائی تحصیل گڑھی یاسین کے تھے انھوں نے مولانا محمد قاسم صاحب سے تعلیم حاصل کی تھی اور غالبًا کافیہ تک یہ تعلیم حاصل کی تھی۔

دوسرے مدرس مولانا خادم حسین جتوئی تھے جو سکھر ضلع اور نیک آباد ضلع کے مختلف مدارس میں مدرس تھے
مولانا دین محمد وفائی صاحب کے دوسرے استاد مولانا خادم حسین تھے مولانا صاحب جتوئی نے شاگردوں
کے متعلق بن قدیمی اساتذہ والا تعلق تھا البتہ مولانا محمد اسمٰعیل متصل قنبر علیخان سندھ کے قدیم اساتذہ سے
پڑھے تھے اتی اوپر کی کتابیں پڑھنے کے لیے ہندوستان چلے گئے تھے۔ یہ زمانہ تھا جو مولانا فضل حق صاحب
خیرآبادی زندہ تھے۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے معقول و فلسفہ کی کتابیں مولانا فضل حق صاحب سے پڑھیں
تھیں پھر سندھ واپس آ گئے تھے اور اپنے گاؤں اڑہ متصل قنبر میں مدرسہ قائم کیا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مولانا گل
محمد صاحب شہداد کوٹی کے معاصر کہلاتے تھے لیکن مولانا گل محمد صاحب کا رعب غالب تھا۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب
کے شاگردوں میں مولانا نظر محمد صاحب بھنگری تھے اور کہا ہے کہ سات برس برابر مولانا نظر محمد صاحب مولانا محمد اسمٰعیل
صاحب سے پڑھتے رہے اور وہاں کے مسجد کے مشکے بھی بھرتے رہے۔ مولانا کریم داد صاحب چانڈیو،
مولانا خادم حسین صاحب جتوئی، مولانا میر محمد صاحب نورنگی اور دوسرے علماء مولانا محمد اسمٰعیل صاحب
سے پڑھتے رہے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب بڑی عمر کو پہنچے تھے حضرت مولانا عبدالکریم صاحب کورائی بھی آپ کے
شاگرد تھے اور چھوٹے شاگردوں میں سے تھے۔ مولانا اسمٰعیل صاحب بڑی عمر کے تھے۔ مولانا عبدالکریم صاحب
کورائی میرے استاد چھوٹی عمر کے تھے۔ مولانا نظر محمد صاحب بھنگری کے بڑے شاگرد مولانا قمرالدین
صاحب انڈھڑ تھے جن کے شاگرد مولانا عبدالوہاب صاحب بلوچستانی، مولانا میر محمد نورنگی اور مولانا
دین محمد صاحب چانڈیو وغیرہ تھے مولانا دین محمد صاحب وفائی مولانا خادم حسین جتوئی سے فلسفہ اور منطق
پڑھتے رہے اس کے بعد لاڑکانہ ضلع کے قریب آباد قریہ میں ایک مدرسہ تھا۔ جہاں سندھ کے قریب فقیہہ
عالم پڑھاتے تھے ان کا نام مولانا غلام عمر تھا۔ لاڑکانہ ضلع کے اکثر علماء ان کے شاگرد تھے۔ مولانا دین محمد وفائی
صاحب مولانا محمد قاسم گڑھی یاسین والا اور مولانا خادم حسین جتوئی سے تحصیل علوم کر کے آخری کتابوں کے لیے
اما میں مولانا غلام عمر صاحب کے پاس آئے اور ان ہی سے باقی کتابیں پڑھیں اور فقہی تحریرات بھی آپ سے سیکھیں
پڑھنے کے زمانے میں ایک شاگرد مولوی محمد قاسم متوری اور دوسرے کئی شاگرد پڑھتے تھے مولانا دین محمد صاحب وفائی
مولانا غلام عمر صاحب سے پڑھتے تھے اور باقی جملہ شاگرد خاص طور پر مولوی قاسم عمر صاحب متوری، مولانا دین محمد صاحب
سے پڑھتے تھے۔ آخر میں مولانا دین محمد وفائی صاحب کی دستاربندی کی نوبت آئی اور دستاربندی کے لیے
مخدوم حسن اللہ صاحب پاٹائی، مولانا غلام عمر کے استاد تشریف لائے مولانا دین محمد صاحب وفائی

بقیہ صفحہ ۸۰ پر دیکھیں